شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر دام مجدہم کی تصانیف

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
خزائن السنن (تقریر ترمذی)	۱۶۰/-	احسان الباری (تقریر مقدمہ بخاری)	۲۵/-
احسن الکلام (مسئلہ فاتحہ خلف الامام)	۱۳۵/-	راہ ہدایت (مسئلہ کرامات و معجزات)	۲۵/-
ازالۃ الریب (مسئلہ علم غیب)	۱۲۵/-	تنقید متین بر تفسیر نعیم الدین	۳۰/-
تسکین الصدور (مسئلہ حیات النبیؐ)	۹۰/-	حلیۃ المسلمین (ڈاڑھی کا مسئلہ)	۹/-
الکلام المفید (مسئلہ تقلید)	۸۰/-	تفریح الخواطر	
راہِ سنت (ردّ بدعات)	۶۶/-	اتمام البرہان ردّ توضیح البیان (چار حصے مکمل)	
مقام ابی حنیفہ	۶۰/-	عمدۃ الاثاث (مسئلہ طلاق ثلاثہ)	
سماع الموتیٰ	۴۵/-	شوق حدیث	
طائفہ منصورہ (نجات پانے والے فرقہ کی نشاندہی)	۴۵/-	انکار حدیث کے نتائج	
آنکھوں کی ٹھنڈک (مسئلہ حاضر و ناظر)	۴۵/-	ینابیع ترجمہ رسالہ تراویح	
عبارات اکابر	۳۰/-	مودودی صاحب کا ایک غلط فتویٰ	
ارشاد الشیعہ (شیعہ کے نظریات اور انکار)	۳۰/-	چالیس دعائیں	
صرف ایک اسلام بجواب دو اسلام	۳۵/-	اخفاء الذکر	
گلدستہ توحید	۳۰/-	باب جنت بجواب راہ جنت	
دل کا سرور (مسئلہ مختار کل)	۳۰/-	الشہاب المبین	
درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ	۱۰/-	الکلام الحاوی [illegible]	
آئینہ محمدیؐ (مختصر سیرت)	۶/-	شوق جہاد	
تبلیغ اسلام (تبلیغ کی اہمیت)	۱۸/-	ملا علی قاری اور مسئلہ علم غیب	
چراغ کی روشنی (مسئلہ معراج النبیؐ)	۱۲/-	اظہار الغیب	
مسئلہ قربانی (قربانی کا وجوب اور ایام قربانی)	۱۲/-	المسلک المنصور	
عیسائیت کا پس منظر	۱۸/-	چہل مسئلہ حضرات بریلویہ از مولانا کریم بخش صاحب	
مقالہ ختم نبوت	۱۰/-		
بانی دارالعلوم دیوبند	۹/-		

ناشر: مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

ابو عمار زاہد الراشدی

اسلام اور خواتین کے حقوق

انسانی نسل کی بقا اور معاشرت کی گاڑی جن دو پہیوں پر رواں دواں ہے' ان میں ایک عورت ہے جس کا نسل انسانی کی نشوونما اور ترقی میں اتنا ہی عمل دخل ہے جتنا مرد کا ہے۔ اس لیے اسلام نے عورت کے وجود کو نہ صرف تقدس اور احترام بخشا بلکہ اس کی اہمیت و افادیت کا بھرپور اعتراف کیا ہے اور اسے ان تمام حقوق اور تحفظات سے نوازا ہے جو مرد اور عورت کے فطری فرائض کی تکمیل کے لیے ضروری ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل عورت کو انسانی معاشرہ میں ایک آزاد اور خود مختار وجود کی حیثیت حاصل نہ تھی۔ بالخصوص جاہلی معاشرہ میں عورت کو نہ وراثت میں حقدار تسلیم کیا جاتا تھا اور نہ اس کی رائے کو وقعت دی جاتی تھی' بلکہ بعض علاقوں میں تو عورت اور جانور میں کوئی فرق روا نہ رکھا جاتا تھا۔ مگر جناب نبی اکرم ﷺ نے عورت کے بارے میں جاہلی تصورات کی نفی کی اور اسے وہ تمام حقوق اور تحفظات بخشے جو فطری طور پر اس کے لیے ضروری ہیں۔ جناب نبی اکرم ﷺ کا دور اور خلافت راشدہ کا زمانہ اسلام کی عملداری کے لحاظ سے ایک مثالی دور ہے۔ اور جب ہم اس دور میں عورت کے معاشرتی مقام پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں عورت کے حوالہ سے اسلام کے خلاف مغربی میڈیا کے وہ تمام اعتراضات بے بنیاد نظر آتے ہیں جن کا ایک عرصہ سے مسلسل اور منظم پراپیگنڈہ کیا جا رہا ہے اور خواتین کو اسلامی قوانین و احکام کے نفاذ کی صورت میں بنیادی حقوق سے محرومی کا خوف دلا کر نفاذ اسلام کے خلاف منظم کرنے کی کوشش

کی جا رہی ہے۔ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند اہم انسانی حقوق کے حوالہ سے اسلام کے خلاف مغربی لابیوں کے اعتراضات کا جائزہ لیا جائے۔

رائے کی آزادی

آزادی رائے کو انسانی حقوق میں بنیادی اہمیت حاصل ہے اور امر واقعہ یہ ہے کہ آزادی رائے کا جو معیار اسلام نے قائم کیا ہے' دوسرا کوئی نظام آج تک اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ خلیفہ وقت کو سرعام ٹوک دینا اور اسے اپنی پوزیشن کی وضاحت کے بغیر خطبہ میں آگے نہ بڑھنے دینا عوامی احتساب اور آزادی رائے کی ایک قابل فخر مثال ہے۔ لیکن یہ واقعہ مرد کا ہے' جبکہ تاریخ ایک اور منظر بھی پیش کرتی ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک بوڑھی خاتون خولہ بنت حکیمؓ امیر المومنین حضرت عمرؓ کو سرعام روک کر کھڑی ہے اور کہہ رہی ہے:

> ”عمر! وہ دن یاد رکھو جب تمہیں عکاظ کے بازار میں صرف عمر کے نام سے یاد کیا جاتا تھا اور آج تم امیر المومنین کہلاتے ہو اس لیے خدا سے ڈرتے رہو اور انصاف کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہو“۔

حضرت عمرؓ اس بڑھیا کے سامنے سر جھکائے کھڑے ہیں اور اپنے عمل کے ساتھ دنیا کو بتا رہے ہیں کہ انسانی معاشرہ میں مرد کی طرح عورت کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ راہ چلتے امیر المومنین کا راستہ روک کر کھڑی ہو جائے اور انصاف کی طلب گار ہو۔

حق طلبی

اسلام مرد کی طرح عورت کو بھی یہ حق دیتا ہے کہ وہ اپنے جائز حق کے لیے ڈٹ جائے اور اس کے خلاف کسی بڑے سے بڑے دباؤ کی پروا نہ کرے۔ حضرت عائشہؓ کی باندی بریرہؓ کو آزاد ہونے کے بعد شرعی طور پر یہ حق حاصل ہوگیا تھا کہ وہ اپنے سابقہ خاوند مغیثؓ کے ساتھ نہ رہنا چاہے تو اس سے الگ ہو جائے۔ بریرہؓ نے اپنا یہ حق استعمال کیا تو مغیثؓ پریشان ہو گئے' وہ مدینہ منورہ کی گلیوں میں روتے پھرتے تھے اور کہتے تھے کہ کوئی ہے جو بریرہؓ کو دوبارہ میرے ساتھ رہنے پر آمادہ کرے؟ اس

کی حالت دیکھ کر خود جناب نبی اکرم ﷺ نے بریرہؓ سے بات کی اور اسے اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کے لیے کہا۔ بریرہؓ نے صرف یہ پوچھا کہ یا رسول اللہ! یہ آپ کا حکم ہے یا مشورہ ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ صرف مشورہ ہے تو بریرہؓ نے دو ٹوک کہہ دیا کہ میں یہ مشورہ قبول نہیں کر سکتی۔ چنانچہ بریرہؓ مغیثؓ سے الگ رہنے کے فیصلہ پر قائم رہی اور اپنے عمل کے ساتھ اسلام کا یہ اصول دنیا کے سامنے پیش کیا کہ عورت اپنے جائز حق سے ازخود دستبردار نہ ہونا چاہے تو اسے اس کے حق سے کسی صورت میں محروم نہیں کیا جاسکتا۔

اجتماعی معاملات میں مشاورت

خلافت راشدہ کے دور میں عورت اجتماعی معاملات میں بھی مشاورت کے دائرہ میں شامل رہی ہے۔ بالخصوص ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن کو تو اس دور میں امت مسلمہ کی اجتماعی راہ نمائی کا مقام حاصل تھا۔ اہم امور میں ان سے مشورہ کیا جاتا تھا اور ان سے اجتماعی معاملات میں راہ نمائی حاصل کی جاتی تھی حتی کہ ایک موقع پر مدینہ منورہ کے عامل امیر مروان بن حکم نے یہاں تک کہہ دیا کہ:

"جب تک ازواج مطہراتؓ موجود ہیں ہمیں دوسرے لوگوں سے مسائل دریافت کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟"

اور عورتوں سے متعلقہ امور میں تو مشورہ ہی عورتوں سے کیا جاتا تھا۔ مشہور تاریخی واقعہ ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حضرت حفصہؓ کے ذمہ لگایا کہ وہ سمجھدار عورتوں سے مشورہ کر کے بتائیں کہ ایک عورت خاوند کے بغیر کتنا عرصہ آسانی کے ساتھ گزار سکتی ہے۔ چنانچہ ان کی رائے پر حضرت عمرؓ نے حکم جاری کیا کہ ہر فوجی کو چھ ماہ کے بعد کچھ دنوں کے لیے ضرور گھر بھیجا جائے۔

تعلیم اور افتا

خلافت راشدہ کے دور میں خواتین کو علم حاصل کرنے اور تعلیم دینے کے آزادانہ مواقع میسر تھے۔ حضرت عائشہؓ اور ان کے ساتھ بیسیوں خواتین کو رسول اللہ

ﷺ کے ارشادات امت تک پہنچانے کا شرف حاصل ہے۔ ان کے شاگردوں میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی تھیں۔ وہ نہ صرف احادیث بیان کرتی تھیں بلکہ فتویٰ بھی دیتی تھیں اور ان کے فتویٰ پر عمل کیا جاتا تھا۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ سے جو فتاویٰ منقول ہیں ان سے ایک بڑا مجموعہ مرتب ہو سکتا ہے۔ حضرت عائشہؓ سے بڑے بڑے علما صحابہؓ مسائل میں رجوع کرتے تھے اور اپنے اشکالات کا تسلی بخش جواب پاتے تھے۔ اسی طرح حضرت ام سلمہؓ سے بھی علمی معاملات میں رجوع کیا جاتا تھا۔ الغرض علم اور افتا کا میدان بھی خواتین کے لیے کھلا تھا اور اس میں ان کی اہمیت تسلیم کی جاتی تھی۔

معاشی تحفظ

اسلام نے عورت کے معاشی حقوق اور تحفظات کا جو متوازن نظام پیش کیا ہے، وہ بھی اسلام کی صداقت کی دلیلوں میں سے ایک بڑی دلیل ہے۔ یہ شعبہ ایسا ہے جہاں بڑے بڑے نظام افراط و تفریط کا شکار ہوگئے ہیں، لیکن اسلام نے اعتدال اور توازن کا اصول یہاں بھی پوری طرح قائم رکھا ہے۔

آج "عورت اور مرد کی ہر میدان میں برابری" کے خوشنما نعرے کے ساتھ عورت کو دوھری ذمہ داریاں ادا کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ اس کی ایک ذمہ داری وہ ہے جو فطری طور پر اسی کے ذمہ ہے اور وہ اس ذمہ داری سے نہ دست کش ہو سکتی ہے اور نہ اسے کسی اور کو منتقل کر سکتی ہے۔ یہ ذمہ داری بچے کی پیدائش، پرورش اور گھر کے اندرونی نظام کو کنٹرول کرنے کی ہے۔ مرد کچھ بھی کرے وہ ان میں سے کوئی ذمہ داری نہیں نباہ سکتا۔ یہ تینوں ڈیوٹیاں لا محالہ عورت ہی سنبھالتی ہے۔ لیکن مغرب کا آزادی اور برابری کا فلسفہ اسے مجبور کرتا ہے کہ وہ کمانے کی ذمہ داری بھی قبول کرے اور مرد کی برابری کرنے کے شوق میں ملازمت بھی اختیار کرے۔ اس طرح مغرب کا مرد عورت کی فطری ذمہ داریوں میں سے کوئی ذمہ داری اپنے سر لیے بغیر اپنی نصف ذمہ داری عورت کے کھاتے میں ڈالنے میں کامیاب ہوگیا ہے اور اسے معاشی آزادی اور برابری کا نام دے دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ سراسر ظلم ہے۔ اصل بات

یہ ہے کہ پہلی اور دوسری جنگ عظیم میں آبادی کا بہت بڑا حصہ قتل ہو جانے کے بعد دفاتر اور کارخانوں میں افرادی قوت کی کمی ہوئی تو یورپ کے دانش وروں نے عورتوں کے ذریعہ یہ خلا پر کرنا چاہا اور انہیں گھروں سے نکال کر دفاتر اور کارخانوں میں لانے کے لیے معاشی برابری کا خوشنما نعرہ ایجاد کیا۔ ورنہ انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو یہ سرا سر ظلم ہے اور اس ظلم کا نقد نتیجہ یورپی معاشرہ کو مل گیا ہے کہ وہاں خاندانی زندگی کا ڈھانچہ تباہ ہو کر رہ گیا ہے۔ اس کے برعکس اسلام نے عورت کو کوئی فریب نہیں دیا اور اسے صاف صاف کہہ دیا کہ چونکہ گھر کے اندر کا نظام عورت کی سپرداری میں ہے اس لیے باہر کی کوئی ڈیوٹی اس کے سپرد کرنا اس پر ظلم ہے۔ اسی لیے عورت کے تمام اخراجات مرد کے ذمہ لگا دئے گئے ہیں اور ان اخراجات کے سلسلہ میں عورت کو عدالتی تحفظات بھی فراہم کیے گئے ہیں تاکہ کوئی مرد اس معاملہ میں عورت کے ساتھ ناانصافی نہ کر سکے۔ ستم ظریفی کی بات یہ ہے کہ کمانا اور ملازمت کرنا فرائض میں سے ہے' یہ ایک مشقت کی بات ہے اور اس کا شمار ذمہ داریوں میں ہوتا ہے' لیکن مغرب کے فلسفہ نے اس پر حقوق کا لیبل لگا کر عورتوں کو یہ باور کرانے کی مہم چلا رکھی ہے کہ انہیں ملازمت سے الگ رکھ کر حقوق سے محروم کیا جارہا ہے اور بے چاری عورت یہ دیکھے بغیر اس نعرے کے پیچھے لپکی جا رہی ہے کہ حقوق کے نام پر اس کے فرائض کو ڈبل کیا جا رہا ہے۔ اسلام نے فرائض کی ایک فطری تقسیم کر دی ہے کہ گھر کے اندر کی ذمہ داری عورت کی ہے اور باہر کی ذمہ داری مرد پر ہے۔ اور مرد و عورت کی خلقت میں فطرت نے جو طبعی فرق رکھا ہے اس کو برقرار رکھتے ہوئے اس کے سوا کوئی تقسیم ممکن ہی نہیں ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اسلام عورت کے ملازمت کرنے پر کلی پابندی لگاتا ہے۔ ہرگز نہیں! بلکہ اسلام عورت کو ایسی ہر ملازمت کی اجازت دیتا ہے جس سے اس کی نسوانی حیثیت متاثر نہ ہو' اس کی خاندانی ذمہ داریوں پر زد نہ پڑے اور اس پر اس کی طاقت و صلاحیت سے زیادہ بوجھ نہ پڑے۔

الغرض اسلام عورت کو انسانی زندگی کی گاڑی کا برابر کا پہیہ تسلیم کرتا ہے اور